سوال

(58) تکبیرات جنازہ میں رفع الیدین

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

نماز جنازہ میں ہر تکبیرات کہنے کے وقت ہاتھوں کا اٹھانا مسنون ہے، یا نہیں اور ہر تکبیر میں رفع الیدین کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جنازہ میں تکبیرات ہاتھ اٹھانا نہ اٹھانے سے بہتر ہے۔

((خرج البیہقی عن ابن عمر کان یرفع یدیہ فی جمیع تکبیرات الجنازۃ قال الحافظ سندہ صحیح وعلقہ البخاری ووصلہ فی جزء رفع الیدین ورواہ الطبرانی فی الاوسط روری الشافعی عن سمع سلمة بن وردان یذکر ممن انس انہ کان یرفع یدیہ کلما کبر علی الجنازۃ وروی ایضاً الشافعی عن عروۃ وابن المسیب مثل ذلک قال وعلی ذلک ادرکنا اھل العلم بلدنا وحکاہ ابن المنذر عن ابن عمر و عمر بن عبد العزیز وعطاء وسالم بن عبد اللہ وقیس بن ابی حازم والزھری والاوزاعی واحمد واسحاق واختارہ ابن المنذر وقد صح عن ابی عباس انہ کان یرفع یدیہ فی تکبیرات الجنازۃ راوہ سعید بن منصور۔ تلخیص للحافظ ابن حجر ملتقتا))

''بیہقی نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ جنازہ کی سب تکبیروں میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے، حافظ ابن حجر نے اس روایت کی سند کو صحیح کہا ہے، اور امام بخاری رحمة اللہ اس کو اپنی تعلیقات میں لائے ہیں، اور اپنے رسالہ میں جزء رفع الیدین میں اس کو موصول بھی بیان کیا ہے، اور طبرانی نے اس کو اوسط میں روایت کیا ہے، اور شافعی نے اس شخص سے روایت کی ہے، جس نے سلمہ بن وردان سے سنا جو وہ انس سے روایت کرتا ہے کہ وہ جب جنازہ پر تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور شافعی نے عروہ اور ابن مسیب سے بھی اسی طرح روایت کی ہے، اور کہا کہ اسی پر یعنی اپنے شہر میں اہل علم کو پایا۔ ۱۲۔ اور ابن منذر نے بھی اس کو عبد اللہ بن عمر اور عمر بن عبد العزیز اور عطاء اور سالم بن عبد اللہ اور قیس بن ابی حازم اور زہری اور اوزاعی اور احمد و اسحاق سے حکایت کیا ہے، اور اس کو پسند کیا ہے، حافظ ابن حجر کی تلخیص میں ہے کہ سعید بن منصور نے روایت کی ہے کہ عبد اللہ ابن عباس سے ثابت ہے کہ وہ جنازہ کی تکبیروں میں اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ ۱۲۔ عبد الودود''

اور درمیان تکبیرات کے ہاتھ باندھ لینے چاہیے، کیونکہ یہ بھی نماز ہے، اور نماز میں ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

(حررہ عبد الجبار بن عبد اللہ الغزنوی عفی اللہ عنہما) (فتاویٰ غزنویہ ص ۹۹۔ ۱۰۰)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد05 ص121

محدث فتویٰ